سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

تضحیک و استہزاء ایک معاشرتی ناسور

نحمدہ ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باالله من الشیطان الرجیم ' بسم الله الرحمن الرحیم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورۃ حجرات:۱۱)

''اے ایمان والو! نہ تو مردوں کی کوئی جماعت دوسرے مردوں کی کسی جماعت سے مذاق کرے' کیا عجب ہے کہ جو لوگ مذاق اڑا رہے ہیں ان سے وہ لوگ بہتر ہوں جن کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے' یہ ممکن ہے جو عورتیں ہنسی اڑانے والی ہیں ان سے وہ عورتیں بہتر ہوں جن کی ہنسی اڑائی جارہی ہے اور نہ آپس میں ایک دوسرے کو طعنہ دیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارا کرو ایمان لانے کے بعد فسق کا نام بہت بُرا ہے اور جو توبہ نہ کریں گے تو وہی لوگ ظلم کرنے والے ہوں گے۔''

فلاحِ انسانیت: محترم سامعین! قرآن سراپا ہدایت ہے' اس کا حرف حرف عالم انسانیت کی فلاح اور کامیابی کا ذریعہ اور ہر قسم کے معاشرتی و خاندانی اختلافات و انتشار کا قلع قمع کرنے' اتحاد و اتفاق کا فروغ دینے اور ہر قسم کے جھگڑے کو جڑ سے ختم کرنے کا ذریعہ ہے' رب کائنات نے نیکیوں پر عمل کروانے اور گناہوں سے بچنے کیلئے ایسا عجیب اور معجز انداز اپنایا کہ کوئی ذی شعور شخص یہ کہنے کی جرأت نہیں کرسکتا کہ کلام ربانی میں فلاں نیکی فلاں برائی بیان کرنے سے رہ گئی ہے۔ حسد' بغض کی عینک آنکھوں پر لگانے والے کے نزدیک اگر قرآن میں کسی کی زیادتی اور تحریف و اجتہاد کو ضروری مانا جائے تو اس کی مثال یوں سمجھیں کہ کالے شیشے والے عینک پہننے والے کو چاند و سورج بھی سیاہ نظر آتے ہیں جس کی وجہ سے سورج و چاند میں نقص نہیں بلکہ خود عینک پہننے والے کی آنکھوں یا شیشوں میں خامی ہے۔

سرچشمہ رشد وہدایت: ہر صحیح العقیدہ مسلمان کا پکا عقیدہ ہے کہ قرآن رشد وہدایت کا سرچشمہ ہے اور اس میں انسان کیلئے مکمل اور جامع زندگی گزارنے کا ضابطہ موجود ہے۔ لاتعداد احکامات میں قرآن کریم کا سب سے

اہم پیغام دنیا والوں کو امن، صلح اور آشتی کا ہے، ہر ایسا عمل جس میں بلا شرعی عذر کے روئے زمین پر فساد اور امت کو فرقوں میں تقسیم کر کے آپس میں لڑانا ہو، انتہائی سختی سے ایسے حرکات سے زمین کے باسیوں کو منع کر دیا گیا ہے۔

ذرائعِ فسادِ معاشرہ: معزز سامعین! مذکورہ آیت کریمہ میں بھی مالک الملک معاشرے میں عمومی طور پر جو کام جھگڑے اور فساد کا ذریعہ بنتے ہیں ان کا بیان فرما رہے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو مومنین پر حرام قرار دی گئی ہیں۔

(۱) کسی بھی شخص کا مذاق اڑانا (۲) طعنے دینا (۳) کسی شخص کو برے نام سے پکارنا۔

یہ تینوں امور ایسے ہیں جو اکثر جھگڑے اور فساد کا باعث بنتے ہیں اس لئے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ تینوں کام کسی نے کئے اور پھر توبہ بھی نہ کی تو ان کا حشر قیامت کے دن ظالموں کے ساتھ ہوگا۔

اور فتنہ و ظلم کا ارتکاب کرنے والوں کے بارہ میں رب العزت نے یہ سخت وعید بیان فرمائی: اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ (سورہ بروج:۱۰)

''جنہوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو تکلیف پہونچائی پھر توبہ نہیں کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے جلنے کا عذاب ہے''

حکیم الامت کی رائے: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے فلھم عذاب جھنم کے بعد ولھم عذاب الحریق لانے کی وجہ یہ تحریر فرمائی کہ عذاب میں ہر طرح کی تکلیف موجود ہے' سانپ' بچھو' طوق' زنجیریں' حمیم' غساق' زقوم وغیرہ ان میں سب سے شدید ترین عذاب جلنے کا عذاب ہے جسے تخصیص بعد التعمیم کے طور پر مختص کر کے الگ بھی ذکر فرمایا۔

تحقیر مسلم گناہ کبیرہ: بہر حال آیت میں پہلا کام کسی مسلمان کا مذاق اڑانا۔ قرآن مجید نے بڑے تاکید کے ساتھ مرد اور عورت کو الگ الگ بیان فرما کر حکم دیا کہ نہ تو کوئی مرد دوسرے مرد کا مذاق اڑائے اور نہ ہی کوئی عورت کسی دوسری عورت کا مذاق اڑائے۔ شریعت میں مذاق سے منع کرنے سے مراد ایسا مذاق ہے کہ جس میں کسی کا ایسا تمسخر کرنا جس سے دوسرے کو اپنی تحقیر معلوم ہو یا اس کا ذلیل کرنا محسوس ہو۔ یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

فوقیت بلحاظ تقویٰ: یہ بات یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک ہی باپ حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا فرمایا تمام انسان صرف ایک ہی رب العالمین کے بندے ہیں ایک ہی نبی یعنی ختم المرسلین ﷺ کے امتی ہیں۔ کسی کو بھی دوسرے مسلمان پر رنگ و نسل' قومیت' مالداری و غیر مالداری' حسب و نسب وغیرہ کی وجہ سے فوقیت نہیں اگر اللہ کے دربار میں کسی انسان کی سربلندی ہے تو اس کی بنیاد تقویٰ پر ہے جیسے کہ ارشاد ربانی ہے: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (سورۃ الحجرات ۱۳) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔

تکبر عزازیل راخوار کرد: لہٰذا کسی کا مذاق اڑانا اوراس کی تذلیل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی مذموم عمل ہے اس لئے اس عمل کو حرام قرار دیا۔ کسی کا مذاق اڑانا دو وجہ سے ہوتا ہے۔(۱) انسان جب اپنے آپ کو اعلیٰ درجے کا اور دوسروں سے اپنے آپکو افضل سمجھے تو اس وجہ سے دوسرے مسلمان کو حقیر سمجھ کر اس کی تذلیل کرتا ہے جس کے اظہار کے لئے اس کا مذاق اڑاتا ہے' حالانکہ اپنے آپ کو بڑا اور افضل سمجھنا بذات خود بڑا سخت گناہ ہے۔ جس کو تکبر کہا جاتا ہے' اور تکبر کے بارہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ (سورۃ النحل:۲۳) بلاشبہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔آدمؑ کے مقابلہ میں ابلیس نے اپنے بڑا سمجھا تو ابدالآباد کے لئے مردود' لعین اور مرجوم جیسے برے القاب کا مستحق ہوا۔ مسلمان بچے کے منہ پر بھی باوجود ناسمجھی کے اس کا نام آئے وہ اپنے عمر کے مناسبت سے جتنا چاہے نفرت کا اظہار کرتا ہے' حتیٰ کہ اگر کسی مسلمان کی بدترین بے عزتی کی جائے' برداشت کرے گا اور اگر شیطان کے نام سے پکارا جائے شدت نفرت کی وجہ سے مرنے مارنے پر آمادہ ہوجائے گا' چنانچہ اس بدبخت نے حکم الہٰی کو تکبر جو اس کی سرشت میں موجود تھی کہ وجہ سے ماننے سے انکار کیا' دوسرے طرف حضرت آدم علیہ السلام نے ہر لحظہ اللہ کے حکم کی تعمیل کی تو مسجود ملائکہ و جنات ٹھہر کر ابوالبشر کے لقب سے نوازے گئے۔ شیطان اپنے اللہ کی نافرمانی پر اس کے جواب میں شیطانی' لایعنی دلائل گڑنے لگا اور حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم عتاب سنتے ہی جنت سے باہر آگئے تو ندامت اور گریہ وزاری میں مصروف تھے' اپنی خطاء پر ''ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین''
کا ورد شروع کرکے اس سے انکی توبہ اللہ نے قبول فرمائی۔ شیطان نے تکبر کی وجہ سے نافرمانی کی تو ذلیل وخوار ہوکر اللہ کے دربار سے راندھے ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام جس نے غرور تکبر سے اعراض کیا تو خلافت ارضی کے خلعت فاخرہ سے نوازے گئے' تکبر ایسی بدترین بیماری ہے کہ قرآن کریم بار بار اس سے بچنے پر زور دیتا ہے مثلاً

متکبرین کا انجام: ارشاد ربانی ہے کہ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (لقمان:۱۸) ''اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے''
تکبر کرنے والے لوگ قیامت کے دن میدان محشر میں انتہائی ذلت اور خواری میں مبتلا ہو کر لوگوں کے پاؤں کے نیچے ایسے روندے جائیں گے جیسے چیونٹیوں کو پاؤں کے نیچے پامال کیا جاتا ہے۔اپنے اس ارشاد گرامی میں آنحضرت ﷺ نے تکبر کرنے والوں کا انجام ذکر فرمایا۔

وعن عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن رسول اللہ ﷺ قال یحشروالمتکبرون امثال الذر یوم القیامۃ فی صور الرجال یغشاھم الذل من کل مکان یساقون الیٰ سجن فی جھنم۔ یسمی بولس تعلوھم نار

الانیار یسقون من عصارة اهل النار طینة الخبال (رواہ الترمذی)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں اور وہ آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چھوٹی چیونٹیوں کی طرح ایک جگہ جمع کیا جائے گا (یعنی شکل مردوں کی طرح اور جسم چیونٹیوں کی مانند) اور ہر طرف سے ذلت وخواری (ان کو) گھیرے گی پھر ان کو جہنم کے ایک جیل خانہ کی طرف جس کا نام ''بولس'' ہو گا ہانکا جائے گا وہاں آگوں کی آگ ان پر چھا جائے گی اور دوزخیوں کا نچوڑ یعنی دوزخیوں کے بدن سے بہنے والا خون اور پیپ وغیرہ پلایا جائے گا جس نام طینۃ الخبال ہو گا۔اسی طرح ایک دوسری جگہ حضور اکرم ﷺ نے رب کائنات کا یہ ارشاد ذکر فرمایا کہ الکبریاء ردائی فمن ینازعنی فیہ عذبتہ (رواہ مسلم) ترجمہ بڑائی تو میری چادر ہے (اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو برائی زیب نہیں دیتی) اور جو شخص میری اس چادر میں مجھ سے جھگڑا کرے گا میں اسکی گردن توڑ دونگا۔

دنیا، عارضی وفانی: محترم حضرات! مذاق اڑانے کا دوسرا سبب دوسروں کو حقیر سمجھنا ہے دوسروں کو اپنے سے کم تر سمجھ کر ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔اول تو اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کی جو حقیقت ہے وہ کچھ معنی نہیں رکھتی کیونکہ تم جس چیز پر فخر کرتے ہو اور اسکی وجہ سے دوسرے کی حقارت کرتے ہو وہ تمام چیزیں فانی اور عارضی ہیں تم ان تمام چیزوں کے انجام سے بے خبر ہو اگر مال و دولت پر اتراتے ہو تو وہ بھی عارضی ہے اگر طاقت، دولت اور اقتدار پر اپنے کو اوروں پر برتر سمجھتے ہیں یہ امور بھی وقتی، فانی اور عارضی ہیں خلاصہ یہ کہ دنیوی اشیاء میں کوئی چیز دائمی وفا نہیں کرتی۔سب کی سب عارضی ہیں

ذالنون مصریؒ کا واقعہ: حضرت ذالنون مصریؒ ایک مرتبہ ایک راستے سے گزر رہے تھے کہ کسی بدخصلت انسان نے حضرت کو برا بھلا کہا یہاں تک کہا کہ تم تو کتے سے بھی بدتر انسان ہو حضرت ذالنون مصریؒ نے کوئی جواب نہ دیا۔ایک مرید نے عرض کیا حضرت یہ شخص تو آپ کی شان میں اتنا ہی زیادہ بک رہا ہے کہ آپ کو کتے سے بھی بدتر کہہ دیا اور آپ نے اس کی بات کی طرف التفات ہی نہیں کیا۔

حضرت نے فرمایا کہ میں اسکا کیا جواب دوں اس لئے کہ مجھ کو یہ پتہ خود بھی نہیں کہ واقعتاً کتے سے بدتر ہوں یا بہتر؟ یہ پتہ تو اس وقت چلے گا جب میں مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچوں گا تو اس وقت اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا تو پھر کتے سے بہتر ہونگا اور اگر خدانخواستہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش نہ ہوئی تو پھر یہ کتا مجھ سے بہتر ہے کیونکہ اس کے ساتھ حساب و کتاب نہیں ہو گا اور اسکو سزا نہیں ہو گی جبکہ میرے ساتھ حساب و کتاب بھی ہو گا اور مجھے سزا بھی ہو گی۔اور جہنم کا عذاب ملے گا۔

نفرت برائی سے: اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ کسی شخص کو برائی یا گناہ کی وجہ سے حقیر مت سمجھو بلکہ

اس گناہ اور برائی کو حقیر سمجھو جو اسکے اندر موجود ہے اجلہ صحابہ کرام حضورﷺ کی تشریف آوری اور اسلام کی آمد سے پہلے جاہلیت کے دور میں برائیوں سے دوچار تھے مگر جب اسلام لانے کے بعد ان کے وہی اجسام واجساد منارۃ نور و ہدایت بن گئے اور ان کا اسم گرامی بغیر ذکر کرنا بھی ایک مسلمان کیلئے سوہان روح سمجھا جاتا ہے۔ الغرض گناہ گار کے گناہ کو حقیر جانو، نہ کہ گناہ گار کی ذات کو۔ اس کا جو عمل مجھے اور تمہیں نظر آرہا ہے وہ تو گناہ ہے۔ مگر تمہیں ان کے اندرونی حالات کا کیا پتہ۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی عمل ایسا ہو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو اور وہ عمل اسکے تمام گناہوں کو کفارہ بن جائے۔ اسی سبب سے گناہ گار کی تحقیر کی بھی گنجائش نہیں۔ جب حقیر جاننے کی اجازت نہیں تو پھر مذاق اڑانے کی گنجائش بھی نہیں اس لئے حق تعالیٰ نے فرمایا "لا یسخر قوم من قوم " یعنی کوئی آدمی دوسرے کا مذاق نہ اڑائے۔

مذاق مگر کسی حد تک: محترم ساتھیو! یہاں ایک بات گوش گزار کریں اور اسکی وضاحت ضروری ہے کہ مذاق سے وہ مذاق مراد ہے جس میں دوسرے کی توہین، بے عزتی اور ہتک مقصود ہو یہ دوسرے کی دل شکنی، دل آزاری ہے جس سے اس کا دل ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسا مذاق کرنا حرام ہے اور ایسا مذاق جو دوست احباب آپس میں دل لگی اور بے تکلفی کے طور پر کریں وہ مذاق جائز ہے جس مذاق میں جھوٹ اور کسی کی دل آزاری نہ ہو ایسی مذاق آنحضرتﷺ بھی صحابہؓ سے فرمایا کرتے تھے۔

خوش طبعی اور سیرت طیبہ: حضرت ابو ہریرہ کا سوال اور حضور کا جواب: وعن ابی هريرة قال قالوا يارسول الله انك تدعبنا قال انى لااقول الاحقا (رواہ الترمذی)

"حضرت ابو ہریرہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ہم سے خوش طبعیت (مذاق) فرماتے ہیں۔ حضورﷺ نے فرمایا ہاں لیکن اس خوش طبعی میں بھی حق بات ہوتی ہے۔"

یعنی میری طبعیت ایک عام آدمی کی طرح نہیں ہوتی ہے جس سے غرض دوسرے فرد کی تذلیل و تحقیر ہو حضور کی خوش طبعی اور مذاق کا انداز کچھ اور قسم کا تھا۔

اونٹنی کا بچہ: وعن انسؓ ان رجلاً استعمل رسول اللهﷺ فقال انى حاملك على ولد ناقة فقال ماأصنع بولد الناقة فقال رسول اللهﷺ وهل تلد الابل الا النوق (رواه الترمذى وابوداؤد)

"حضرت انس روایت کر رہے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص نے رسولﷺ سے سواری کا ایک جانور مانگا تو آپ نے فرمایا کہ میں آپ کے سواری کیلئے اونٹنی کا بچہ دونگا اس شخص نے حیرت کے ساتھ کہا یا رسول اللہ میں اونٹنی کے بچہ کا کیا کروں گا رسولﷺ نے فرمایا "اونٹ کو اونٹنی ہی جنتی ہے"

بات بالکل حقیقت کے مطابق ہے ہر انسان جس عمر کا ہو کسی کا تو بچہ ہوگا اسپر بچے کا اطلاق موت تک

ہوگا یہی کیفیت حیوانات کی بھی ہے۔ایک عمر رسیدہ اونٹ کو آپ بچہ کہہ سکتے ہیں" خواہ مخواہ کسی اونٹنی کا بچہ ہوگا رحمت دو عالم ﷺ نے انسان کو تکلیف پہنچانے والے مذاق جو غیر مہذب ہو اس سے منع فرمایا ہے۔

ایذائے مسلم سے ممانعت: ارشاد فرمایا:

عن ابن عباس عن النبیؐ قال لاتمار اخاك ولا تمازحه ولا تعده موعداً فتخلفه (رواہ الترمذی)

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے مسلمان بھائی سے جھگڑا نہ کرو نہ اس سے ایسا مذاق کرو جس سے اسکو اذیت پہنچے اور نہ ایسا وعدہ کرو جسکو پورا نہ کرسکو۔"

آج کا معاشرہ اور مذاق:

اب آیئے دیکھیں آج کے معاشرہ میں ایک دوسرے کیساتھ مذاق کی کیا کیفیت ہے اور کلام پاک ہمیں کیا حکم دیتا ہے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ نے تو بدتمیزی اور اخلاق سے عاری مذاق سے منع فرمایا مگر ہمارا معاشرہ مذاق میں اخلاق اور شرافت کے تمام حدود پھلانگ کر دوسروں کو ہر قسم پر ذلیل کرنا مذاق کا شعبہ سمجھا جاتا ہے مذاق کے نام پر عزت دار اور باوقار شخص کی عزت کو تار تار کر کے" عذر گناہ بدتر از گناہ" کے طور پر کیا جاتا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ میں تو مذاق کر رہا تھا۔اس بدترین گناہ پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔

خواتین اسلام اور تضحیک و مذاق:

محترم دوستو! یہ بات یاد رکھیں کہ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے خصوصیت کے ساتھ عورتوں کا ذکر فرمارہے ہیں حالانکہ قرآن کریم کے مخاطبین جس طرح مومن مرد ہیں اسی طرح مومن عورتیں بھی داخل ہیں مگر یہ بیماری مردوں کے نسبت عورتوں میں زیادہ اور انتہائی مہلک ہے اسلئے تاکید کیلئے عورتوں الگ ذکر فرمایا۔علماء نے لکھا ہے کہ اس آیت مبارکہ میں عورتوں کو الگ ذکر فرما کر رب العزت یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مردوں کی محفل الگ اور عورتوں کی محفل الگ ہوگی مرد اور عورتوں کا اختلاط خلاف شریعت ہے جیسے کہ آج کل کسی مسلمان مرد و عورت کا فرق ختم کر کے شادی ہو یا غمی، تعلیمی ادارے ہوں یا جلسے وجلوس، کالج ہو یا دفتر دیگر ادارے ان دونوں صنفوں کے افتراق اور الگ الگ رہنے کو آزادی نسواں کے خلاف اور بے حیائی اور آوارگی پھیلانے کیلئے اسکی مخالفت پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

رب ذوالجلال اس بے حیائی سے تمام امت کو بچا کر قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماویں وقت کی کمی کیوجہ سے آیت کریمہ کے ممنوعہ امور میں سے ایک یعنی مذاق کا ذکر ہوا انشاء اللہ اور آئندہ مجلس میں ایک دوسرے کو طعنے دینے اور کسی شخص کو برے نام سے پکارنے کے موضوع پر عرض کرنے کی کوشش کرونگا۔

■ ■ ■